چلنے اوران کا اسوہ اختیار کرنے پر آمادہ کرتا ہے، جامعۃ الفلاح اعظم گڑھ کے استاذ مولانا افتخار الحسن صاحب نے اسے شستہ اردو کا جامہ پہنایا ہے۔اس علمی خدمت پر مصنف اور مترجم دونوں شکریے کے مستحق ہیں۔امید ہے، اسے ہاتھوں ہاتھ لیا جائے گا اوراس سے کما حقہ استفادہ کیا جائے گا۔

(م-ر-ن)

وہ گلیاں یاد آتی ہیں (سفر نامۂ حج) ڈاکٹر تابش مہدی

ناشر:ادبیاتِ عالیہ اکادمی، G5/A، ابوالفضل انکلیو،نئی دہلی-۲۵، ۲۰۰۷، صفحات:۱۲۰، قیمت:-/۵۰روپے

حج کے سفر نامے لکھنے کی روایت بہت پرانی ہے۔مختلف زبانوں میں ہزاروں سفر نامے لکھے گئے ہیں۔ایام حج میں تمام حاجی تقریباً ایک ہی طرح کے مناسک واعمال انجام دیتے ہیں اور سفر کی نوعیت بھی ایک سی ہوتی ہے،لیکن ہر ایک کا اندازِ بیان جدا جدا ہوتا ہے۔اردو زبان میں بہت سے سفر نامے لکھے گئے ہیں۔دینی وادبی حلقوں میں مولانا عبدالماجد دریابادیؒ اور مولانا ماہر القادریؒ کے سفر ناموں کو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ماضی قریب میں ممتاز مفتی نے 'لبیک' کے عنوان سے بہت دل چسپ اور ادبی انداز میں اپنا سفر نامۂ حج تحریر کیا تھا۔مختصر سفر ناموں میں مولانا سید جلال الدین عمری کا سفر نامہ بعنوان 'سوئے حرم چلا' قابلِ ذکر ہے جسے مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔

حرمین شریفین کی محبت ہر مسلمان کے دل میں رچی بسی ہوتی ہے۔اسی لیے وہ ان کی زیارت کا خواہاں اوراس کے لیے کوشاں رہتا ہے۔حتی کہ متوسط اور غریب طبقہ کے لوگ بھی پائی پائی جمع کر کے اپنی اس خواہش کی تکمیل کا سامان کر لیتے ہیں۔ڈاکٹر تابش مہدی کے دل میں بھی، ان کے بچپن ہی سے مکہ ومدینہ کی محبت گھر کر گئی تھی اور ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود وہ ان کی زیارت کی تمنا اور شوق اپنے دل میں بسائے ہوئے تھے، بالآخر ان کی یہ تمنا ۲۰۰۶ء کے اواخر میں پوری ہوئی جب انھیں حج وعمرہ کرانے والی ایک پرائیوٹ ایجنسی کے توسط سے حج کی سعادت حاصل ہوئی۔زیرِ نظر کتاب ان کے اسی حج کا سفر نامہ ہے۔

ڈاکٹر تابش مہدی دینی، ادبی اور تحریکی حلقوں میں اپنی مخصوص شناخت رکھتے ہیں۔ ادب، تنقید اور سوانح کے موضوعات پر ان کی کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ منفرد لب ولہجہ کے اسلام پسند شاعر ہیں۔ ان کے تین شعری مجموعے بھی منظر عام پر آچکے ہیں۔ اپنا یہ سفر نامۂ حج انھوں نے بہت جذب و شوق سے لکھا ہے۔ سفر کا آغاز کیسے ہوا؟ کون کون سے رفقاء ساتھ تھے؟ مکۂ مکرمہ اور مدینۂ منورہ میں ان کے چالیس روز کیسے گزرے؟ مناسکِ حج کس طرح انجام پائے؟ وہاں کن کن اصحاب سے ملاقاتیں رہیں؟ اور ان سے کن موضوعات پر تبادلۂ خیالات ہوا؟ یہ اور اس طرح کی دیگر باتیں انھوں نے بہت رواں، سلیس اور شگفتہ اسلوب میں بیان کی ہیں۔ بیچ بیچ میں نعتیہ اشعار نگینے کی طرح ٹنکے ہوئے ہیں۔ مقامات کے ضمن میں ان کی تاریخی اور جغرافیائی تفصیلات مذکور ہیں۔ آخر میں انھوں نے 'حج کے ارکان' اور 'حج کے پانچ دن' کے عنوان سے اپنی دو نشری تقریریں اور چند مسنون دعائیں شامل کر دی ہیں۔ اس طرح یہ کتاب عام حجّاج اور اصحابِ علم دونوں کے لیے قابلِ استفادہ بن گئی ہے۔

پروف ریڈنگ کا خاصا اہتمام کیا گیا ہے، پھر بھی کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں، مثلاً تسبیح وتہلیل کے بجائے تحلیل (ص۱۱۲) اور امتیاز علی خاں عرشی کے بجائے 'فرشی' (ص۹۱) چھپ گیا ہے، اہلیہ کی جمع اہلیاؤں اور نفر کی جمع نفور طبیعت پر گراں گزرتی ہیں۔ ایک جگہ لکھا ہے: ''منیٰ یمن سے مشتق ہے'' (ص۵۰) جب کہ صحیح یہ ہے کہ وہ م ن ی سے مشتق ہے۔ اس کے لغوی معنیٰ خون بہانے کے ہیں۔ چوں کہ منیٰ میں قربانی کی جاتی ہے، اس لیے اسے منیٰ کا نام دیا گیا۔ لسان العرب میں ہے: **سمّیت بذلک لما یُمنٰی فیھا من الدماء ای یُراق** (۱۵/۲۹۳ مادہ منی)

یہ بھی اچھا نہیں لگا کہ سفر نامۂ حج میں عیسوی تاریخوں کو بیان کرنے کا تو اہتمام کیا جائے، لیکن ہجری تاریخوں کا ذکر ہی نہ کیا جائے، یا تبعاً ذکر کیا جائے۔ پوری کتاب میں ایک جگہ بھی مذکور نہیں کہ یہ سفر نامۂ حج کس ہجری سن میں ہوا تھا؟

کتاب کے آغاز میں مصنف نے اپنی ابتدائی زندگی کے احوال وکوائف تفصیل سے بیان کیے ہیں ان میں اختصار سے کام لینا زیادہ مناسب تھا۔ (م-ر-ن)